اسلامی مملکت کیسی ہونی چاہیے؟!

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

عرصہ دراز کے بعد ایک خطہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا، تاکہ یہ خطہ اس آخری دور میں ملتِ مسلمہ کی ایک مثالی مملکت ہو جہاں حق تعالیٰ کے قوانینِ عدل جاری ہوں اور اس مملکت کے باشندے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہوں اور ظاہری و باطنی برکات سے سرفراز ہوں، یہاں سکونِ قلب نصیب ہو، جان و مال و آبرو محفوظ ہو، امن و عافیت کی زندگی ہو، ظلم و عدوان کا دور ختم ہو، ہر شخص اس امانتِ الٰہیہ کا حق امانت ادا کرے، راعی ہو یا رعیت، فوج ہو یا پولیس، حاکم ہو یا محکوم، تاجر ہو یا زمیندار، دکاندار ہو یا مزدور، ہر شخص اپنا فرضِ منصبی ادا کرے اور اطمینان کا سانس لے اور راحت کی زندگی گزارے اور صحیح معنی میں جنت جیسی زندگی ہو۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

حقیقت میں اسلامی زندگی دنیا میں ہی جنت کی زندگی ہوتی ہے، سب سے بڑی عظمت جو صحیح اسلام کی دولت سے نصیب ہوتی ہے وہ سکونِ قلب اور عافیت واطمینان ہے۔ اگر ہزاروں نعمتیں حاصل ہوں، مال و دولت کی فراوانی ہو، عیش و عشرت کے تمام وسائل و اسباب میسر ہوں، لیکن قلبی سکون نہ ہو اور حزن و غم سے قلب حزیں ہو تو یہ تمام نعمتیں بے سود ہیں اور تمام باغ و بہار بے کار۔

بہارِ گل دل آسودہ را بکار آید چوں دل ملول بود گل بدیدہ خار آید

خیال یہی تھا کہ پاکستان کے وجود میں آتے ہی ایک نیا نقشہ ہوگا، جس طرح روئے زمین کے نقشہ پر پاکستان کا وجود رونما ہوا، اسی طرح زندگی کا ایک نیا نقشہ ہوگا، اُخوت و مودت کا عالم ہوگا۔ صوبائی اور قبائلی، وطنی اور لسانی تفریق مٹ جائے گی، نہ سندھی، نہ پنجابی، نہ پٹھان، نہ بلوچ، نہ مہاجر، نہ اصلی باشندہ۔ اسلام کی عالمگیر اُخوت کا مظاہرہ ہوگا، نہ مشرقی کا فرق نہ مغربی کا فرق، ایک اسلامی روح تمام جسمِ پاکستان میں جلوہ گر ہوگی، راعی یا سربراہِ مملکت کے دل میں اپنی رعیت کی محبت

ومودت ہوگی، ان کے سامنے تمام باشندے یکساں ہوں گے، بلاتفریقِ وطن اور بلاتمیزِ مسلک سب حقوق انسانی برادری کے اصول سے یکساں طور پر ادا ہوں گے، قرآن وحدیث میں جو کچھ اسلامی اُخوت کے حقوق واصول بیان ہوئے ہیں اور جن کا ایک اچھا خاصا حصہ اس حقیر مجلّہ ''بینات'' کے صفحات پر بارہا پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے، خیال تھا کہ یہ نقشہ سامنے آئے گا، بے تاب نگاہیں اور تڑپتے ہوئے دل اس کے مشاہدے سے تسکینِ روح حاصل کریں گے، لیکن جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے آپ کے سامنے ہے، عیاں راچہ بیاں، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون ۔ درحقیقت سب سے بڑی مصیبت صالح قیادت کا فقدان ہے، بالکل ابتداء میں کچھ توقع ہوگئی تھی، لیکن چشم زدن میں وہ توقع ختم ہوگئی:

از ما است کہ بر ما است

حدیثِ نبوی میں جو ارشاد ہوا کہ:

''بادشاہ یا اسلامی مملکت کا سربراہ حق تعالیٰ کا اس زمین میں سایہ ہے۔''

(شعب الایمان للبیہقی، فصل فی فضل الامام العادل، ج:۶،ص:۱۵، ط: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

یہ ظلِ خداوندی، یہ سایۂ الٰہی اگر نصیب ہو تو پھر کس بات کا خطرہ؟! خلافتِ الٰہیہ کا صحیح مظہر ایک اسلامی ملک کا سربراہ ہی ہوسکتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کی ربوبیت کا پورا ظہور نسلِ انسانی میں کسی ملک کا صالح فرمانروا ہی ہوتا ہے، اس کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے، بھوکوں پیاسوں کے لیے تمام انتظامات کرتا ہے، ضروریاتِ زندگی کی کفالت کرتا ہے۔ غرض کہ تمام رعایا کے لیے ہر طرح صحیح معنوں میں ملجأ وماویٰ ہوتا ہے، حق تعالیٰ سے صحیح تعلق ہوتا ہے، پاکیزہ اخلاق، پاکیزہ زندگی، باخدا زندگی کا مظہرِ اتم ہوتا ہے، مظلوم پر رحم کرتا ہے، ظالم سے مظلوم کے لیے انتقام لیتا ہے، جس طرح ان کی جسمانی ضرورت اور امراض کے لیے مستشفیات وہسپتال قائم کرتا ہے، رعایا کی جان ومال کی حفاظت کے لیے پولیس کا نظام کیا جاتا ہے، مملکت کے حدود کی دشمنِ اسلام سے حفاظت کے لیے فوجیں ہوتی ہیں، سلسلۂ معاش، وسائلِ رزق اور نقل وحمل اور درآمد وبرآمد کے لیے صحیح تدابیر ہوتی ہیں، مظلوم کے لیے ظالم سے دادخواہی کے لیے شرعی محاکمِ عدلیہ کا نظم ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ٹھیک اس طرح روحانی واخلاقی کردار کی درستگی کے لیے دل وجان سے لگ کر مؤثر تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں، لیکن وائے ناکامی ہو کیا رہا ہے؟ کونسی برائی ہے جو روز افزوں ترقی پر نہ ہو؟ بلکہ مختلف تدبیروں سے مسلسل ان برائیوں کو معاشرے میں پھیلایا جارہا ہے اور نئی نسل بری طرح ان کا شکار ہو رہی ہے، افسوس کہ یہ ملک تباہی وبربادی کے کنارے پر پہنچ چکا ہے۔

مسلمانوں کی دردناک صورتِ حال اور اس کا سبب

دراصل جو موجودہ دردناک صورت حال کا نقشہ ہے، کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ معاشرہ اتنا

تباہ و برباد ہو چکا ہے کہ اب ان سے انتقام لیا جارہا ہے کہ ان پر ایسے بے رحم مسلط ہو رہے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ ایک بحران ہے، ایک اضطراب ہے، ایک انتشار ہے، ہر طرف بے قراری، بے چینی، بدامنی اور خود غرضی، نہ کسی کی جان محفوظ، نہ کسی کی آبرو محفوظ۔ آج کارخانے کا مالک ہے، کل نانِ شبینہ کا محتاج ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ کل کیا اُفتاد پیش آجائے۔ ہر طرف اقتدار کی مجنونانہ ہوس ہے، نہ رحم ہے، نہ عاطفہ، نہ اخلاق، نہ خدا ترسی، گرانی روز افزوں بڑھ رہی ہے۔ بے ایمانی، بدمعاملگی اور بدعہدی کا دور دورہ ہے، نہ پولیس اپنا فرض ادا کرتی ہے، نہ حاکم کو اپنے زیر دستوں کی فکر ہے، نہ مزدور کو چین، نہ کارخانہ دار کو سکون، نہ زمیندار کو اطمینان، نہ کاشت کار کو قناعت، ہر طرف حرص ہی حرص ہے، مال و دولت کی بھوک ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ملک کی پیداوار خزانہ شاہی بھرنے کی غرض سے باہر جاتی ہے، تاکہ زرِ مبادلہ حاصل ہو جائے، لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور یہاں کی پیداوار باہر بھیجی جارہی ہے۔ غریب نان ونفقہ کے لیے تڑپ رہے ہیں، اندرونی ملک اپنی پیدا کردہ چیزوں سے محروم ہے اور جو کچھ زرِ مبادلہ حاصل ہوتا ہے وہ عیاشی و فحاشی کی نذر ہوتا ہے، یا پھر چند مخصوص افراد کے پیٹ میں پہنچ جاتا ہے، غریب پھر بھی محروم رہتا ہے۔ نہ ملک کو زرِ مبادلہ سے فائدہ پہنچتا ہے، نہ ملک اپنی پیداوار سے نفع اندوز ہوتا ہے، عمدہ شکر و چینی باہر جائے اور اندرونی ملک گڑ کے لیے ترستا رہے۔ ٹیکس پر ٹیکس کا وہ عالم کہ کوئی حد نہیں۔ غریب و مزدور بھوکا ہے، اس کے پاس نہ بدن ڈھانکنے کا کپڑا ہے نہ سر چھپانے کی جگہ، نہ پیٹ بھرنے کا کوئی ذریعہ ہے، نہ وہ علاج کا چارہ کرسکتا ہے۔ جب یہ لوگ تمام ضروریاتِ زندگی کے لیے محتاج نظر آتے ہیں تو سوشلزم کی آواز اُٹھاتے ہیں اور نفاق سے اس کے ساتھ اسلام کا پیوند لگانے کا نعرہ بھی لگا دیتے ہیں اور اسلامی سوشلزم لانے کی چیخ و پکار کرتے ہیں، تاکہ ان نعروں سے مزدوروں و غریبوں کو دھوکا دے سکیں، کبھی جاگیروں پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرتے تو کبھی کارخانوں کو قومیانے کی تحریک کرتے ہیں۔ اسلام میں نہ سوشلزم کی گنجائش ہے نہ کمیونزم کی گنجائش، نہ کسی کی جائیداد و مال پر قبضہ کرنے کی گنجائش۔ اسلام کا عادلانہ نظام اسلامی حکومت کے تمام شہروں کی عام ضروریات کا کفیل ہوتا ہے۔ سربراہِ مملکت گلی کوچوں میں پھر کر غریبوں کی خبر گیری کرتا ہے، نہ وہاں کوئی بھوکا رہتا ہے، نہ کروڑوں کا مالک ہوتا ہے۔

اسلام کیا سکھاتا ہے؟

اسلام مال دار کے دل میں خدا ترسی پیدا کر کے رحم دلی پیدا کرتا ہے۔ اسلام فقیر کے دل میں آخرت کی نعمتوں کی یاد تازہ کرتا ہے اور اسے صبر و قناعت پر آمادہ کرتا ہے اور قناعت کی دولت سے اُسے مالا مال کر دیتا ہے، اغنیاء کو انفاق کی ترغیب دے کر جنت کی نعمتوں کا مستحق بناتا ہے۔ اسلام سراپا خیر ہے، سراپا سعادت ہے۔ اسلام سکونِ قلب کا سرچشمہ ہے۔ اسلام پاکیزگی سکھاتا ہے۔ اسلام

انسان کو فرشتہ بناتا ہے۔ اسلام کو چھوڑ کر قیامت تک دنیا کا کوئی نظام بھی عالم کی اصلاح نہیں کرسکتا۔ اسلام کو چھوڑ کر خسارہ ہی خسارہ اور بربادی ہی ہے، نہ معلوم ان عقل کے دعویداروں کو کیا ہوگیا کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے، جو تمدن وتہذیب یورپ سے آیا ہے اور جس کی رات دن نقالی کی جارہی ہے آخر اس کا کیا حشر ہوگا؟ اسلام کے آفتابِ عالم تاب کو چھوڑ کر ان ظلمت کدوں سے کیا نور ملے گا؟ اور کیونکر فلاح کا راستہ نظر آئے گا؟ آج یورپ وامریکہ کی دنیا سراسر شہوات کی حیوانی دنیا ہے۔ وہ انسانیت کے تصور سے بھی محروم ہیں۔ انسانی صورتوں میں خالص درندے اور چارپائے ہیں، آج ان کی نقل اُتارنا دنیا کو ہلاکت میں دھکیلنا ہے، انسانیت سے حیوانیت کی طرف لے جانا ہے، نور سے ظلمت کی طرف لے جانا ہے، سکون وطمانینت سے بے چینی کی طرف لے جانا ہے۔ آج کل ہماری مملکتِ خداداد کا جو حشر ریڈیو اور ٹی وی پر ہورہا ہے یہ خطرناک مستقبل کی پیش گوئیاں کررہا ہے، **لا فعل اللّٰہ وأعاذنا منه** (خدا کرے ایسا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے)۔ آج اس ملک میں جو مناظر بازاروں، سڑکوں اور تفریح گاہوں میں نظر آرہے ہیں انہیں دیکھ کر مسلمانوں کو ڈوب مرنا چاہیے، یہ سب کچھ تاریک عاقبت کی نشاندہی کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اُمت پر رحم فرمائے، **بجاہ نبیه الکریم علیه صلوات اللّٰه وسلامه**

درحقیقت یہ سب کچھ صالح قیادت کے فقدان سے ہورہا ہے۔ اگر صالح ہمدرد اور ملک کے لیے مخلص قیادت نصیب ہوتی تو آج یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا اور جس دردناک حسرت ناک مقام پر پہنچ گئے نہ پہنچتے۔ صحیح اسلامی تعلیمات اور اسلامی تربیت نہ ہونے سے کالجوں، اسکولوں اور یونیورسٹیوں کا جو حال ہورہا ہے آپ کے سامنے ہے، حیرت ہی حیرت ہے۔ کارخانے کے مزدوروں کو چھوڑ یئے، وہ غیر تعلیم یافتہ ہیں، ان تعلیم یافتگان کی حالت ملاحظہ کریں۔ یاد رکھو! اور گوشِ ہوش سے سنو، جب تک صحیح اسلام نہ لایا جائے گا نہ تو رشوتیں ختم ہوں گی، نہ قارونی حرص ختم ہوگی، نہ ہوسِ اقتدار ختم ہوگی، نہ عدالتوں میں انصاف ملے گا، نہ جان محفوظ ہوگی، نہ مال محفوظ ہوگا، نہ آبرو محفوظ ہوگی، نہ قلب کو سکون میسر ہوگا، نہ زندگی میں آرام نصیب ہوگا۔ یہ سب نعمتیں اسلام کی بدولت نصیب ہوتی ہیں، لیکن یاد رکھو کہ زبان کا اسلام نہیں، نام کا اسلام نہیں، بلکہ ظاہر وباطن میں صحیح اسلام کی ضرورت ہے، تاکہ نہ حق تعالیٰ کے حقوق میں تقصیر ہو، نہ بندوں کے حقوق میں تقصیر ہو:

’’وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَأَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ .‘‘ (الاعراف:۹۶)

’’اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی نعمتوں کے دروازے کھول دیتے، لیکن جھٹلایا انہوں نے تو ان کے اعمال کے بدلے ان کو پکڑ لیا ہم نے۔‘‘